اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○ (الرحمن: 27-26)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (یونس: 64-62)

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام اخر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○

(البقرہ: 157-153)

وقال رسول اللہ ﷺ

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ایک عظیم صدمہ:۔

آج ہم ایک ایسی مجلس میں یہاں اکٹھے ہیں کہ سب کے دلوں پر ایک صدمہ ہے۔ یہ ایک ایسا صدمہ ہے

کہ زندگی میں شاید ایسا شدید جھٹکا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ آج ہمارے دلوں میں ایک ایسا غم ہے کہ اگر وہ پہاڑوں پر ڈال دیا جائے تو شاید ان کے لئے بھی اٹھانا مشکل ہو جائے۔

رحمت الٰہی کا پہرہ:

وہ ہستی آج دنیا سے چلی گئی ہے جن کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی تھیں۔ جس طرح بھیڑ بکریوں کے گلہ کے لئے ایک نگہبان اور محافظ ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں بھیڑیا یا کوئی اور جنگلی جانور ان بھیڑ بکریوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اسی طرح شیخ کی موجودگی میں مریدین کے قلوب پر بھی اللہ رب العزت کی رحمت کا پہرہ ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا، سایہء مرشد بہتر است از ذکر حق (مرشد سایہ ذکر حق سے بہتر ہے)

حفاظت کے لئے ایک مسنون دعا:

حضرت مرشد عالمؒ کی شخصیت رحیم وشفیق ذات تھی۔ ہر آدمی یوں سمجھتا تھا کہ ان کا مجھ ہی سے سب سے زیادہ تعلّق ہے۔ ان کے خصائل وفضائل ایک محفل میں تو بیان نہیں کئے جا سکتے البتہ اتنی بات عرض کرتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہم اس پر صبر کریں اللھم لا تحرمنا اجرہ و لا تفتنا بعدہ اس مسنون دعا کے پڑھنے سے اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائیں گے۔

شیخ کی جدائی کا غم:

مرید کو شیخ کے ساتھ عشق ومحبّت کا جتنا تعلّق ہوتا ہے اسے شیخ کی جدائی کا غم اس کے بقدر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہر آدمی کی کیفیت جدا ہوتی ہے۔ سلف صالحین جب اس دنیا سے جاتے تھے تو ان کے مریدین ومتوسلین پر بھی یہی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ ان کے لئے یہ غم برداشت کرنا مشکل ہوتا تھا۔

تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

محبّت ہو تو ایسی ......!!!

حضرت عمرؓ کی وفات پر حضرت صہیب رومیؓ شدت غم کی وجہ سے اونچی آواز میں رو پڑے اور کہنے لگے وا عمراہ، واحبیباہ، وا اخاہ دوسرے صحابی نے انہیں صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہا، جی صبر کریں، ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں عمر کی موت پر نہیں رو رہا بلکہ میں اسلام کے ضعف پر رو رہا ہوں۔

ایمان کی بقا کا ذریعہ:

بعض ایسی ہستیاں ہوتی ہیں کہ جن کا وجود لاکھوں انسانوں کے ایمان کی بقا کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ایسے آدمیوں کا دنیا سے اٹھ جانا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ ایسی شخصیات تو دنیا میں انقلاب کی مانند ہوتی ہیں۔ لیکن

جو بادہ خوار تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

ان کے چلے جانے سے زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں جہاں پر وہ بیٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ آسمان کے وہ دروازے روتے ہیں جہاں سے ان کیلئے رزق اتارا جاتا تھا۔ ان حضرات کی جدائی دل پر ایسا زخم کر جاتی ہے جسے کوئی بھی مرہم مندمل نہیں کرسکتی۔

جب خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی وفات ہوئی تو امیر خسروؒ نے ہندی زبان میں چند اشعار لکھے۔ ان میں سے ایک مصرعہ بہت مشہور ہوا۔ فرمایا

چل خسرو گھر آپنے سانج پئی سب دیس

اے خسرو! سارے دیس میں ایک تاریکی معلوم ہوتی ہے، تو چل اپنے گھر کی طرف۔

پیر اور مرید کی لازوال محبّت:

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ پیر تھے اور امیر خسروؒ ان کے مرید تھے۔ ان دونوں میں اتنی محبّت تھی کہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ یوں فرماتے تھے کہ اگر شرع شریف کی اجازت ہوتی تو میں یہ وصیت کر جاتا کہ مجھے اور امیر خسرو کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جائے۔

دوسری طرف امیر خسروؒ کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں ایک سائل آیا۔ اس نے سوال کیا، اس وقت حضرت کے پاس کچھ نہ تھا۔ لہٰذا حضرتؒ نے اپنے جوتے اسے دے دئیے اور کہا کہ یہی جوتے ہی لے جاؤ۔ جی ہاں جو سخی ہوتے ہیں وہ اپنے در سے کسی کو خالی نہیں جانے دیا کرتے۔ وہ شخص حضرت کے جوتے لے کر جس راستے سے جا رہا تھا امیر خسروؒ اسی راستے سے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے پاس آ رہے تھے۔ وہ جوتے اس سائل کے پاس دیکھ کر پہچان گئے کہ آج اس سائل کو حضرت کے دربار سے یہ نیاز ملی ہے۔ چنانچہ کہنے لگے، بھائی! کیا تم میرے ساتھ یہ سودا کرنے کے لئے تیار ہو کہ یہ جوتے مجھے دے دو اور میں کچھ پیسے تمہیں دے دیتا ہوں۔ وہ سمجھ گیا چنانچہ کہنے لگا کہ نہیں، بلکہ میں اس کے بدلے آپ سے اتنی زیادہ قیمت لوں گا۔ امیر خسروؒ نے اس کی من مرضی کی قیمت اس کو دے دی اور اپنے شیخ کے جوتے لے کر سر پر رکھے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امیر خسروؒ اپنے شیخ کی محبّت میں کہتے تھے

من تو شدم تو من شدی من تن شدن تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(کہ میں تو ہو جاؤں اور تو میں ہو جائے اور میں تن بن جاؤں اور تو روح بن جائے تاکہ بعد میں

کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں)

حضرت یعقوبؑ کا غم:

حضرت مرشد عالمؒ کی شفقتیں اور عنایتیں زندگی بھر رلاتی رہیں گی اسی لئے کسی عارف نے کہا:

حال من درہجر حضرت کم تر از یعقوب نیست
اوں پسر گم کردہ بود و من پدر گم کردہ ام

کہ میرا حال حضرت یعقوب علیہ السّلام کے حال سے مختلف نہیں ہے کیونکہ اگر ان کا بیٹا ان سے جدا ہو گیا تھا تو میرے تو باپ مجھ سے جدا ہو گئے۔

غور تو کیجئے کہ حضرت یعقوبؑ پر کیا کیفیت گزری تھی، قرآن مجید گواہ ہے کہ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ (یوسف: 84) رو رو کر ان کی آنکھیں سفید ہو گئی تھیں...... کہنے والے نے گویا یوں کہا کہ اگر وہ بیٹے کی جدائی میں اتنا رو سکتے تھے تو باپ کی جدائی میں کوئی کتنا روئے گا۔

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ پر شیخ کی وفات کا اثر:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ جب فوت ہوئے تو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو پندرہ دن تک خون کے اسہال آتے رہے۔ ان کو شیخ کے فوت ہونے پر اتنا صدمہ ہوا۔ یقیناً یہ ایک فطری بات ہے کہ جس کا جتنا تعلّق زیادہ ہو اس پر جدائی کا اثر بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔

نابغۂ عصر شخصیت:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہزاروں خصائل و فضائل والی ذات ہزاروں سالوں میں کوئی پیدا ہوتی ہو گی۔ ان کے تقویٰ، زہد اور علم و عرفان پر عالم اسلام کے مشائخ اور علماء نے مہر ثبت کر دی تھی۔ ان

کو اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں قبولیت عامہ اور قبولیت تامہ نصیب کر دی تھی۔ ایسی ہستیاں بار بار دنیا میں نہیں آیا کرتیں۔

سرود رفتہ باز آید کہ ناید نسیم از حجاز آید کہ ناید
سرآمد روزگار آں جیسے دگر دانائے راز آید کہ ناید

معلوم نہیں کہ ایسی نابغہء عصر شخصیت کوئی اور ہوگی یا نہیں۔ اسی مضمون کو ایک اور شاعر نے یوں بیان کیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت مرشد عالمؒ کے لیل ونہار کی ایک جھلک:

میرے پیرومرشدان حضرات میں سے تھے جنھوں نے اپنی پوری زندگی اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا (نوح:5) کے مصداق اللہ رب العزت کے دین کی سربلندی کے لئے لگا دی۔ ان کے سارے دن کا پروگرام رضائے الٰہی کا حصول ہوتا تھا۔ ان کی ہر وقت کی سوچ ہی یہی ہوا کرتی تھی۔ ان کی سالکین پر ہر وقت نظر ہوتی تھی۔ ہر ایک پر نظر رکھتے تھے۔ روک ٹوک کے ساتھ تربیت کرتے تھے۔ غلطی پر ڈانٹتے بھی تھے اور عیب کی ستر پوشی بھی کرتے تھے۔ ان کے کمالات ایک محفل میں نہیں گنے جا سکتے۔ اگر وہ آج اس محفل میں رونق افروز ہوتے تو محفل کا رنگ ہی جدا ہوتا۔ ان کے منور اور روشن چہرے کو دیکھ کر ہمیں تازگی نصیب ہوتی۔ رحمتیں اور فیوضات نصیب ہوتے۔

صحابہ کرامؓ پر وصال نبوی ﷺ کا اثر:

محترم جماعت! یہ صدمہ فقط ہمیں ہی پیش نہیں آیا بلکہ بڑوں کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں لما كان اليوم الذى دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة اضاء

منها كل شئى و لما كان اليوم الذى مات فيه اظلم منها كل شئى کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز منور ہوگئی اور جس دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو مدینہ منورہ کی ہر چیز پر ظلمت نازل ہونے لگی۔ پھر آگے ایک اور بات کہی فرمایا و ما تقضا ايدينا عن التراب و انا لفی دفنه ﷺ حتى انكرنا قلوبنا اور ہم نے ابھی رسول اللہ ﷺ کی دفن کی مٹی سے ہاتھ نہیں جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کی کیفیت کو بدلتے دیکھ لیا۔ یعنی وہ انوارات و فیوضات نبوت جو حیات مبارکہ میں نصیب ہوتے تھے ان میں تبدیلی آ گئی۔ آج ہمارے اوپر بھی یہی کیفیت ہے یہ ایک فطری امر ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ اپنانے کی تلقین:

جب کوئی مفسّر یا محدث یا فقیہ فوت ہوتے اور ان کے مریدین اکٹھے ہوتے تو وہ بیٹھتے اور ایک دوسرے سے ملتے وقت یہ آیت پڑھتے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: 21) اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ میں بہترین نمونہ ہے۔ اس پر ایک شاعر نے شعر لکھے۔ وہ فرماتے ہیں

اصبر لكل مصيبة و تجلد　　و اعلم بان المرء غير مخلد

و اصبر كما صبر الكرام فانها　　نوب تنوب اليوم تكشف فى غد

فاذا اتتك مصيبة يشجى بها　　واذكر مصاتك بالنبى محمد

کہ تجھ پر کوئی بھی مصیبت اور پریشانی آئے تو تو اس پر صبر کر اور تو جان لے کہ کوئی بھی انسان ہمیشہ رہنے والا نہیں بنا اور تو صبر کر کہ جیسا کہ اکرام اور بزرگی والے لوگ صبر کرتے رہے اس لئے کہ

مصیبت اگر آج آتی ہے تو بالآخر کل یہ چلی جائے گی اور اے مخاطب! اگر تجھ پر کوئی ایسی مصیبت آجائے جس کی وجہ سے منہ کھلا کا کھلا رہ جائے تو یاد کر اس مصیبت کو جو حضرت محمد ﷺ کی وفات کی وجہ سے (صحابہ کو) پیش آئی۔ رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے غم سے بڑا کوئی غم بھی مومن کو پیش نہیں آ سکتا۔

انقلاب لانے والی شخصیات کا طرز عمل:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس جدائی میں رو رو کر برا حال کر لیں؟ کیا آنسو بہاتے چلے جائیں۔ کیا آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برستی چلی جائیں؟ اور کیا ہم اسی طرح مغموم حالت میں اپنا وقت گزارتے رہیں؟ نہیں بلکہ ہمیں اس غم پر صبر کرنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے شیخ نے ہمیں کیا تعلیمات دی ہیں۔ دنیا میں جو بھی ہستیاں دنیا کو سنوارنے والی ہوتی ہیں ان کی محنتیں اور کوششیں محض انفرادی نہیں ہوا کرتیں بلکہ انقلاب لانے والی یہ شخصیتیں لوگوں کو ایک لائحہ عمل دیا کرتی ہیں۔ اور ان کے اندر اس محنت کی جڑیں اتنی گہری کر دیتے ہیں کہ جب وہ اس دنیا میں نہیں بھی رہتے تو ان کے ساتھ تعلّق رکھنے والے اس راستے کے اوپر گامزن رہا کرتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا بصیرت آموز خطاب:

یہی بات تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایسی تربیت کی کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام اس غم کی وجہ سے حواس کھو بیٹھے۔ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی ہاتھ میں تلوار لے کر کہنے لگے کہ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ حضور ﷺ تو اپنے آقا سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی تعلیمات بھی ان کے سامنے تھیں، ایک راستہ متعیّن کر دیا گیا تھا۔ ایک دستور العمل تھا جس کی جڑیں بہت گہری تھیں۔ اسی

لئے سیدنا صدیق اکبرؓ کھڑے ہوئے اور حضرت عمرؓ کی اس کیفیت پر اس طرح غلبہ پایا کہ اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگے، لوگو، سنو! اگر تم رسول اللہ ﷺ کی عبادت کرتے تھے تو محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور اگر تم اللہ کی عبادت کرتے تھے تو اللہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ اللہ اکبر فرمایا وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (ال عمرن: 144)

صحابہ کرامؓ فرماتے تھے کہ یہ آیت ہم پہلے بھی پڑھتے تھے لیکن بر موقع اور بر محل اس کی تلاوت سے ہمیں یوں معلوم ہوا جیسے قرآن کی یہ آیات آج ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔

گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف ترے وجود پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

جب تک کتاب نازل ہونے والی کیفیت نہ بنا کرے تب تک یہ گرہ نہیں کھلا کرتی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے نائب ہونے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے جب یہ آیات پڑھیں تو وہ حضرات غم کی اس کیفیت سے نکل گئے جس نے ان کے حواس کو دور کر دیا تھا۔

ہماری ذمہ داری:

آج ہمارے اوپر بھی جدائی کا ایک غم ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے دو باتیں ہیں۔ یا تو یہ کہ اس جدائی کے غم سے ہم ناامید ہو کر بیٹھ جائیں اور دوسرا رستہ یہ ہے کہ حضرت مرشد عالمؒ نے اپنی تعلیمات میں جس طرح ہمیں برانگیختہ کیا اور پوری زندگی دین پر کاربند رہنے کے لئے مستعد رہنے کی تعلیمات دیں ہم ان تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نئے عزم کے ساتھ اس پر قدم اٹھائیں۔ ہمیں اس راستے پر نئے

عزم اور ہمت کے ساتھ چلنا ہے۔اللہ رب العزت ہمارے اس غم اور بوجھ کے صدمے کو جانتے ہیں اور یادرکھنا کہ مؤمن پر جب کوئی صدمہ گزرتا ہے تو اس کی زندگی کی کتنی ہی خطاؤں کو بخش دیا جاتا ہے۔ اگر اس میں ہم نے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا اور اپنے لائحہ عمل کو اپناتے ہوئے اپنی زندگی کو تقویٰ اور پرہیز گاری کے مطابق گزارا تو یقیناً ہم اس دنیا میں بھی کامیاب ہو جائیں گے اور آخرت میں بھی اللہ رب العزت کی رضا نصیب ہوگی۔ کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے **المرء مع من احب** بندہ روز محشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کو محبّت ہوگی۔ میرے دوستو! ہمیں حضرت مرشد عالمؒ سے بے پناہ محبت تھی، اگر یہ محبّت آئندہ بھی ہمارے دلوں میں رہے گی اور ہم ان کے ارشادات وفرمودات پر پوری جان ودل کے ساتھ عمل کرتے رہیں گے تو یقیناً یہ محبّت رنگ لائے گی، جیسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کا ساتھ نصیب کیا۔ حوض کوثر پر بھی ہمیں ان کا ساتھ نصیب فرمائیں گے۔ یقیناً یہ صحیح بات ہے......ہم ان کی توقعات پر پورا اتریں۔ ان کی توقعات تھیں کہ ہم بھی ایسی محنت کریں کہ ہمیں بھی معرفت الٰہی کے جام بھر بھر کے پلائے جائیں کیونکہ مالی جب ایک پودا لگاتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ اس کو پھلتا پھولتا دیکھے۔ ہم اگر شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزاریں گے اور اللہ رب العزت کی رضا جوئی کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیں گے تو حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح کو خوشی ہوگی۔ آج ہم نے اس بات کا عہد کرنا ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ تجدید عہد کرنی ہے کہ جو معمولات حضرت نے بتائے اور جو پیغام وہ دن رات سنایا کرتے تھے، بھلے ہم سے پہلے غفلت ہوئی، ہم نے وقت کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہئے تھی، لیکن آج وہ زخم تازہ ہو رہے ہیں، آج اندر کا انسان جاگ رہا ہے، چوٹ لگنے سے اس کی آنکھ کھلی ہے، ہم آئندہ زندگی ان کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا ارادہ کریں اور اس کے لئے

جان و دل سے کوشش کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائیں گے اور ہمیں ہمارے ان ارادوں میں کامیاب فرمادیں گے۔ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (فاطر:17) اور اللہ پر یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔کوشش بندے کے ذمے ہے۔اسی لئے کسی نے ایک عجیب بات کہی کہ دنیا کا سب سے لمبا سفر ایک قدم اٹھانے سے شروع ہو جاتا ہے۔ہم دل میں یہ ارادہ کر کے قدم اٹھائیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں منزل نصیب فرمائیں گے۔اس کا مشاہدہ،اس کی رضا اور اس کی لقا نصیب ہوگی۔

اللہ رب العزت کی رحمت کے اترنے کی پہچان یہ ہے کہ جب وہ آجاتی ہے تو ہمیشہ بندے کی کشتی کو کنارے لگا دیا کرتی ہے۔ہم سے اب تک جو غلطیاں ہوتی رہیں یا آئندہ بھی ہوں تو ان پر حسرت اور افسوس کرتے ہوئے نفس کے ہاتھوں شکست نہ کھائیں بلکہ منزل کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں۔جیسے دو پہلوان آپس میں لڑتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر کوئی نیچے بھی آجائے تو وہ نیچے آنے سے دلبرداشتہ نہیں ہوتا بلکہ نیچے آکر بھی اس کوشش میں رہتا ہے کہ میں اوپر والے کو نیچے لے آؤں۔اس کے لئے وہ داؤ آزماتا ہے،عقل کا نور استعمال کرتا ہے،کوشش اور فن کو استعمال کر کے نیچے آنے والا فتح پانے والا بن جاتا ہے۔اگر کبھی ہم ٹھوکر بھی کھائیں تو دوبارہ سنبھل جائیں اور توبہ تائب ہو کر منزل کو سامنے رکھتے ہوئے قدم اٹھاتے چلے جائیں۔اسی لئے ایک بزرگ نے کیا ہی پیاری بات فرمائی۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی کبھی وہ گرالے کبھی تو گرالے

اگر کسی موقع پر نفس ہمیں دباتا ہے تو ہم بھی کسی دوسرے موقع پر نفس کو دبالیں۔جیسے پہلوان کھیلتے ہیں اور

ایک کے دوسرے سے سکورزیادہ ہوتے ہیں۔لیکن وہ پرامید رہتے ہیں کہ نہیں، انشاءاللہ ہم جیتیں گے۔ اسی طرح اس نفس کی جنگ میں ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے رہیں اور دل میں یہ تمنا رکھیں کہ جیسے ہمارے حضرتؒ کامیاب وکامران گئے، ان کے فیوض و برکات سے اس نفس کی جنگ میں انشاءاللہ آخری فتح ہماری ہوگی۔کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ انشاءاللہ ہمیں بھی کلمے پر موت آئے گی اور یہی ہماری فتح ہوگی۔

مرشد عالمؒ کے آخری لمحات کی ایک جھلک:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ کی موت بھی کتنی پیاری تھی۔نواسے قرآن مجید کی تلاوت کررہے ہیں، وہ یہ آیت پڑھتے ہیں یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوۃِ (البقرہ:153) جب وہ یہ آیت پڑھتے ہیں، حضرت ان کو دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں۔انہوں نے آگے پڑھا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (البقرہ:153) حضرت نے یہ الفاظ سنے، چہرے پر مسکراہٹ طاری ہوئی اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

نشان مرد مومن با تو گویم چوں مرگ آید تبسّم برلب او ست

میں تمہیں مردمؤمن کی پہچان بتادوں کہ جب اس پر موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔کل آپ اور ہم سب نے دیکھ لیا کہ حضرتؒ کس طرح مسکراتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئے۔ان کا کیسا کھلا ہوا چہرہ تھا، نہلاتے وقت بدن نرم ونازک محسوس ہوتا تھا۔یوں لگتا تھا کہ بس تھوڑی دیر کے لئے آرام کررہے ہیں۔میرے دوستو! ہمارے لئے ایک راستہ متعیّن ہے ہم دل میں یہ عہد کریں کہ جو باغ انہوں نے لگایا ہے، ہم اس میں کھلنے والے پھول بنیں گے اور ہم اپنی خوشبو سے اس

باغ کو مہکائیں گے۔

قرآن پاک سے تعلّق جوڑیں:

آپ اپنے آخری وقت میں قرآن سنتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنی زندگی میں بھی قرآن پاک کو حرز جاں بنائے رکھا۔اپنی معمول کی گفتگو میں بھی اکثر آیات قرآنی ہی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔اپنے بیانات میں وہ آیات کو اپنے مطالب کے ساتھ اتنی روانی اور تسلسل سے پڑھتے تھے کہ لگتا تھا کہ علوم ومعارف کا ایک دریا ہے جو بہا چلا جا رہا ہے۔آپ نے اپنے متعلّقین اور مریدین کو بھی ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ قرآن سے اپنا تعلّق مضبوط کرلیں اسی میں ہماری نجات ہے۔آپ فرمایا کرتے تھے۔

ہمیں کہتا ہے یہ قرآن
او میرے ماننے والے مسلمان!
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن پھر تو دنیا میں رہے پریشان
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن پھر تو دنیا میں ہو ناکام
تیرے ہاتھ میں ہو قرآن اور تو دنیا میں بنے غلام
غلامی نفس کی ہو شیطان کی ہو یا کسی انسان کی ہو، ناں ناں ناں......
ہمیں کہتا ہے یہ قرآن، او میرے ماننے والے مسلمان!
اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ تو پڑھ قرآن تیرا رب کرے گا تیرا اکرام
تیرا رب تجھے عزت و وقار دے گا، تیرے ظاہر و باطن کو نکھار دے گا

حضرت مرشد عالمؒ کی تعلیمات کا نچوڑ:

فقیر اس موقع پر وہ تین آیتیں پڑھتا ہے جو حضرتؒ اکثر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔حضرت مرشد عالم

رحمۃ اللہ علیہ وہ آیتیں ہمیں اپنی تعلیمات کے نچوڑ کے طور پر سناتے تھے لیکن اس وقت بات سمجھ میں نہیں آتی تھی، کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں آج سمجھنے کی توفیق عطا فرما دیں۔ پہلی آیت یہ ارشاد فرماتے تھے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا (الانفال:29) یہ آیت ہمارے لئے ایک بہت بڑا بھروسہ ہے اور دل کے لئے تقویت کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تم تقویٰ کو اختیار کرو گے تو اللہ رب العزت تمہیں قوت فارقہ نصیب کرے گا۔ جس سے تمہیں حق و باطل کی پہچان رہے گی۔ اس لئے ہم اگر پرہیزگاری کو اپنائیں گے اور سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک تقویٰ و طہارت والی زندگی گزاریں گے تو اللہ کے قرآن کے مطابق ہمیں یہ قوت فارقہ نصیب ہو جائے گی اور اپنی آئندہ زندگی حق و باطل کی پہچان کرتے ہوئے گزار پائیں گے۔

دوسری آیت یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ (الحج:78) تم نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ (جب پکڑ لو گے تو) وہ تمہارا سرپرست بن جائے گا، وہ کتنا بہترین مولیٰ ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔

حضرتؒ اپنی مجالس کے اختتام پر اکثر یہ آیت بھی پڑھا کرتے تھے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا اے ایمان والو! تم اپنے اندر صبر و ضبط پیدا کرو۔ میں یہ وہی الفاظ نقل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جو حضرت فرمایا کرتے تھے۔ اے ایمان والو! تم اپنے فرض منصبی پر مر مٹو وَ صَابِرُوْا اور دوسروں کو مر مٹنے کی تلقین کرتے رہو وَ رَابِطُوْا اور تم اپنے آخری دم تک اس کے اوپر ڈٹے رہو وَ اتَّقُوا اللّٰهَ

اگر تم پرہیزگاری کو اختیار کرو گے تو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (ال عمرن: 200) پھر کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

دل کے زخم کے لئے مرہم:

اللہ رب العزت ہمیں تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ حضرت مرشد عالمؒ کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کی محبّت کو دل میں ہمیشہ بہتر سے بہترین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحبزادگان کو عمر نوح نصیب فرمائے، یہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یادگاریں ہیں، ان کے کندھوں پر اس وقت بڑا بوجھ ہے، اللہ رب العزت ان کو اس بوجھ سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ الولد سر لابی الحمدللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن قاسمی مدظلہ العالی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جیسے باپ فوت ہو جائے تو چھوٹے بھائی بڑے بھائی کو دیکھ کر کچھ صبر اور سکون حاصل کر لیا کرتے ہیں، آج اس محفل میں وہ ہمارے بڑے بھائی کی حیثیت سے ہیں، وہ ہمارے والد کی جگہ ہیں، ان کو دیکھ کر پھر بھی کچھ ڈھارس بندھ جاتی ہے۔ بلکہ دل کے زخم پر مرہم آجاتی ہے۔ اللہ رب العزت ان کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں۔ ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرمائیں اور ہمارے محافظ اور نگہبان کے چلے جانے کے بعد اللہ رب العزت ہمیں بے سہارا نہ بنا دیں اور اللہ رب العزت ہمیں نفس وشیطان کے حوالے نہ کر دیں۔ ہم اس کی رحمت کے طلبگار ہیں، اس سے اس کی برکتیں مانگتے ہیں، اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی چاہتے ہیں کہ اے اللہ! تیرے ایک مقبول بندے کی دعائیں ہمارے شامل حال ہوتی تھیں، ہماری غلطیاں چھپ جاتی تھیں، اے اللہ! آج وہ دعائیں نہیں ہیں، لیکن تو ہمیں وہی حفاظت عطا فرما دینا اللھم لا تحرمنا اجره و لا تفتنا بعده اے اللہ! اپنے اس مقبول بندے کے بعد ہمیں کسی

فتنے میں نہ ڈال دینا۔اے اللہ! ہم ناپ تول کے قابل نہیں، کہیں ہماری آزمائش نہ کر لینا، اگر تو نے ناپ تول کرنا شروع کر دی تو ہم میزان پر پورے نہیں اتر سکیں گے۔ رحمت کا معاملہ فرمانا۔ ہمارے حضرت نے بھی شفقت کا معاملہ فرمایا، ہم پہلے بھی فضلی رہے، تیرا فضل رہا اور اس سے کام چلتا رہا، اے اللہ! اب بھی رحمت فرما دینا اور ہمارے بیڑے کو بھی پار کر دینا۔ (آمین ثم آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ